کتاب نما

رحمٰن کے سائے میں، حافظ محمد ادریس۔ مکتبہ احیاے دین، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۱۸۴۔ قیمت: ۴۰ روپے۔

۹۴ قرآنی دعاؤں کا یہ مجموعہ اس اعتبار سے منفرد ہے کہ مصنف نے ہر دعا کے ساتھ صرف اس کا ترجمہ ہی نہیں دیا، بلکہ معروف تفاسیر قرآن کی مدد سے اس کا پورا تاریخی پس منظر اور سیاق و سباق بھی بیان کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا اللہ کے کس نیک بندے نے، کس موقع پر اور کن حالات میں مانگی تھی۔ قاری محسوس کرتا ہے کہ وہ خود اس ماحول میں موجود ہے اور ان حالات سے گزر رہا ہے جن میں ابتدا وہ دعا مانگی گئی تھی۔ بیش تر، یہ انبیاے کرام کی دعائیں ہیں اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے یہ برگزیدہ بندے آزمایشوں کی نہایت دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرے اور انھیں آلام و مصائب کے ہفت خواں بھی طے کرنے پڑے۔ اعلاے کلمۃ الحق پھولوں کی سیج نہیں۔ اس راہ کے مسافروں کو ہر طرح کے صبر آزما حالات سے دوچار ہونے اور پھر ان سے عہدہ برآ ہونے کی تدابیر میں لگے رہنا چاہیے اور ان تدابیر میں سب سے اہم اور پہلی چیز دعا ہے۔ ایک مومن کے لیے آسودگی و اطمینان کا بڑا ذریعہ بھی دعا ہے۔

مجموعے کے ابتدا میں "فلسفہ و حکمت دعا" کے عنوان سے ایک سیر حاصل مقدمے میں دعا کی حقیقت، قبولیت، اہمیت، طریقہ دعا اور دعا کی شرائط پر بحث کی گئی ہے۔ تربیتی اعتبار سے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ اگر یہ مستقل زیر مطالعہ رہے اور توجہ اور یکسوئی کے ساتھ روزانہ ایک دعا کا مطالعہ کر لیا جائے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر دو چار بار دہرایا جائے تو قاری اس کی تاثیر محسوس کرے گا، ان شاء اللہ۔ (رفیع الدین ہاشمی)

راہ نوردِ شوق، علامہ عنایت اللہ۔ ناشر: قرآن اکیڈمی، منڈی بہاء الدین (گجرات)۔ صفحات: ۳۲۵۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

زیر نظر کتاب سات ہفتے کی روداد سفر برطانیہ (بہ سلسلہ شرکت سیرت کانفرنس ۱۹۹۴ بہ اہتمام یو کے اسلامک مشن) کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ علامہ عنایت اللہ صاحب اس سے پہلے بھی برطانیہ اور یورپ کا دورہ کر چکے تھے (۱۹۷۹، ۱۹۸۴) ۱۰ سال بعد جانا ہوا تو انھوں نے محسوس کیا کہ "بدلا ہوا زمانہ تھا"۔ دیباچے

میں ویزے کے حصول کے ہفت خواں کا ذکر ہے، پھر تیاری کے مراحل اور روانگی۔ مصنف نے روداد سفر کے ساتھ برطانیہ کے عمومی ماحول، اہل مغرب کے معاشرتی رویوں اور وہاں کی تہذیبی اور تمدنی صورت حال کا بھی ذکر کیا ہے اور کچھ تذکرہ دوست احباب اور تحریکی ساتھیوں کا ہے۔ علامہ صاحب بنیادی طور پر ایک خطیب ہیں، چنانچہ کتاب میں بسااوقات مسافر پس منظر میں چلا جاتا ہے اور خطیب اپنے علم و فضل اور خطابت کے جوہر دکھاتا نظر آتا ہے۔ قاری کو مختلف دینی، اخلاقی اور تہذیبی موضوعات پر مصنف کے عالمانہ خیالات اور کہیں کہیں مستقل تقریریں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ مصنف بتاتے ہیں کہ "میری زندگی کا واحد مقصد" جہاد بالقرآن ہے اور عمر کا اکثر حصہ اسی میں بسر ہوا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جمعہ پڑھا کر گھر سے نکلتا ہوں تو پھر دوسرا جمعہ آکر پڑھاتا ہوں اور درمیان کے شب و روز دعوت الی القرآن دیتے گزر جاتے ہیں۔ کئی مقامات پر دس پندرہ سال سے ماہانہ درس قرآن کا سلسلہ جاری ہے"۔

مصنف ذوق شعر و ادب سے بہرہ ور ہیں۔ موقع محل کی مناسبت سے جگہ جگہ موزوں اشعار بھی لاتے ہیں۔ کتاب کا نام، اقبال کے ایک مصرعے سے ماخوذ ہے (اگرچہ اقبال کے ہاں "رہ نورد شوق" ہے) اشعار کا استعمال خطیبانہ اسلوب نثر کی روایت میں شامل ہے مگر یہ درست ہے کہ فنی اعتبار سے زیر نظر کتاب میں "سفرنامہ" کی وہ تمام خوبیاں موجود نہیں جن کا تقاضا ادبی نقاد کرتے ہیں۔ بہرحال اس کتاب سے ہم برطانیہ کی دعوتی، اور دینی اور تبلیغی سرگرمیوں سے واقف ہوتے ہیں اور داعی کے اوصاف، جہاد کشمیر، اخلاص فی الدین، امت میں اتحاد کی ضرورت، عقیدۂ توحید کی اہمیت، سیرت نبویؐ اور اسی طرح کے موضوعات پر مختصر اور چھوٹی بڑی تقریروں سے بھی مستفید ہوتے ہیں۔ کتاب بڑی تقطیع پر صاف ستھری چھپی ہے۔ (ر - ہ)

خفتگانِ خاکِ گجرات، ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ۔ سلیچ پبلی کیشنز، اوراں، گجرات۔ صفحات: ۳۲۰۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

وفیات نگاری، تاریخ کا ذوق رکھنے والوں کا مرغوب موضوع رہا ہے۔ مسلمانوں کے علوم میں اس کا آغاز "وفیات الاعیان" (ابن خلکان) سے ہوتا ہے۔ اردو میں اس موضوع پر قدیم زمانے میں متعدد چیزیں لکھی گئیں، حالیہ برسوں میں پروفیسر محمد اسلم (سابق پروفیسر و صدر شعبہ تاریخ، جامعہ پنجاب لاہور) نے چند قابل قدر کتابیں تالیف کی ہیں: "خفتگان کراچی"، "خفتگان خاک لاہور"، "وفیات مشاہیر پاکستان" اور "وفیات اعیان پاکستان"۔ اول الذکر دو کتابوں میں مرحومین کے تعارف کے ساتھ ان کی قبروں کے کتبے بھی نقل کیے گئے ہیں۔ موخر الذکر دو کتابوں میں تواریخ وفات اور مشاہیر و اعیان کے مختصر تعارف شامل ہیں--- انھی کتابوں سے متاثر ہو کر اور تحریک پا کر ڈاکٹر محمد منیر احمد نے "ضلع گجرات (پنجاب) میں مدفون مشاہیر کے

حالات و الواح" (سرورق) پر مشتمل زیر نظر کتاب پیش کی ہے۔

پہلے حصے میں ۱۴۵ مرحومین کے مختصر حالات اور قبروں کے کتبے شامل ہیں۔ اس نوعیت کے کتبے مستند سوانحی مآخذ میں شمار ہوتے ہیں۔ کتبوں سے کسی شخص کی تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، کوئی خاص عہدہ یا خطاب، تصانیف، عقیدہ یا مسلک، جاے انتقال اور بعض اوقات شعری کلام اور مرشد یا استاد کے نام وغیرہ کا پتا چلتا ہے۔ دوسرے حصے میں ۹۴ افراد کے چار چار، پانچ پانچ سطری سوانحی شذرے شامل ہیں۔ تیسرے حصے میں ضلع گجرات سے باہر مدفون مشاہیر گجرات کا مختصر ذکر ملتا ہے۔ آخر میں کتاب میں شامل شخصیات کا اشاریہ، بہ اعتبار تاریخ وفات، دیا گیا ہے۔

مصنف ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ طبابت کے ساتھ ادبی اور تحقیقی ذوق بھی رکھتے ہیں۔ انھوں نے محض اپنے ذوق و شوق کی تسکین کے لیے تلاش و تحقیق کی کھکھیڑ اٹھائی، سخت محنت کی اور بہت سا وقت صرف کیا جس کے نتیجے میں ایک اعلیٰ پائے کی کتاب تیار ہوئی ہے۔ مصنف نے جملہ دستیاب معلومات اور لوازمے کو ایک کہنہ مشق تحقیق کار کی سی سلیقہ مندی اور مہارت سے مرتب کیا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ بعض مشاہیر کی تواریخ وفات بھی نکالی ہیں۔ بعض شخصیات کے احوال و آثار تو ان کی کاوش سے پہلی مرتبہ سامنے آئے ہیں۔ کتبوں کی بعض غلطیاں بھی درست کر دی گئی ہیں۔ تاہم بعض صفحات پر کتبوں کی کچھ غلطیاں نظر آتی ہیں جیسے: ص ۲۶، ۴۰، ۱۰۸، ۲۲۳، ۲۵۱۔ بعض الفاظ کا املا توجہ طلب ہے، مثلاً: ہمارے خیال میں ابتداء (ص ۱۷۵) استغناء (ص ۲۰۱)، مارشل لاء (ص ۱۰۵) اور سینکڑوں (ص ۲۷۱) کو ابتدا، استغنا، مارشل لا اور سیکڑوں لکھنا چاہیے۔ اسی طرح "سن" کے بجائے "سنہ" اور "دیئے" کے بجائے "دیے"۔ پروفیسر سید اکبر علی شاہ (ص ۳۵) کی Gabriel's Wing "بال جبریل" کا پورا نہیں، صرف غزلوں کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر عبدالغنی (ص ۱۱۹) کے ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تصنیف "دینیات" کا (جو کئی برس تک حیدر آباد دکن میں نصابی کتاب کے طور پر بھی سکولوں میں پڑھائی جاتی رہی) پہلا انگریزی ترجمہ انھوں نے ہی کیا تھا۔

کتاب میں بعض دلچسپ باتیں بھی ملتی ہیں، مثلاً: مصنف بتاتے ہیں کہ خواجہ ثناء اللہ پیر خرابات کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ ان میں زیادہ تر تصوف پر ہیں۔ انھیں تصنیف و تالیف میں غیبی مدد حاصل ہوتی تھی۔ انھوں نے ایک ایک دن میں، ایک ایک کتاب اس ضخامت کی لکھی کہ اس کو پڑھنے کے لیے بھی کئی روز درکار ہیں۔ (ص ۸۹)

معروف بزرگ حضرت شاہ دولہ کے سلسلے میں بتایا ہے کہ شاہ دولہ کے چوہوں کی "کرامات" کا معاصر حوالوں میں ذکر نہیں ملتا۔ مصنف کا خیال ہے کہ تاریخ کے علاوہ سائنس اور منطق پر بھی یہ بات پوری نہیں

اترتی کیونکہ چھوٹا سر ایک جینیاتی بیماری (Microcephaly) ہے اور یہ پوری دنیا میں ہوتی ہے۔ بسااوقات بغیر منت مانگے اور کئی نارمل بچوں کے بعد بھی چوہا یعنی خورد سر بچہ پیدا ہوتا ہے (ص ۹۷)۔ شاہ عبدالعزیز پشن پشنذوری کے بارے میں روایت بیان کی ہے کہ آپ ایک بار داراشکوہ کے ساتھ شاہ جہاں کے دربار میں تشریف لے گئے تو آزمایش کی غرض سے تمام شمع دان گل کر دیے گئے مگر آپ کے وجود پرنور سے تمام محل جگمگا اٹھا (ص ۱۱۳) واللہ اعلم بالصواب۔

زیر نظر کتاب تاریخی تحقیق کا ایک عمدہ اور قابل قدر نمونہ ہے۔ صوری اعتبار سے بھی یہ طباعت و اشاعت کا اطمینان بخش معیار پیش کرتی ہے۔ (ر - ہ)

Role of the State in the Economy: An Islamic Perspective.

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی۔ ناشر: اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر، برطانیہ۔ صفحات: ۱۰۸۔ قیمت: درج نہیں۔

اسلامی معاشیات کے حوالے سے ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ گذشتہ چالیس برس سے اس موضوع کے مختلف گوشوں پر گراں قدر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ انھوں نے اسلامی معاشیات پر ایک درجن سے زائد کتب اور بیسیوں مضامین لکھے ہیں۔ ان کی تصانیف "اسلام کا نظریہ ملکیت" اور "غیر سودی بنکاری" اپنے موضوع پر اہم کتب سمجھی جاتی ہیں۔

ان کی زیر تبصرہ تازہ ترین تصنیف پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور اسلامی معاشرے میں ریاست کی اہمیت اور اس کے ایک اہم معاشی عامل ہونے کی حیثیت پر بحث کرتی ہے۔ کتاب کا پہلا باب اسلامی ریاست کی طرف سے عوام کے لیے کم از کم معیار زندگی کو یقینی بنانے سے متعلق ہے۔ اس ضمن میں ریاست کی طرف سے کم از کم معیار زندگی کے قیام، اس کی نوعیت، اس کے حق میں شرعی دلائل اور اس کو پورا کرنے کے لیے ذرائع اور وسائل پر بحث کی گئی ہے۔

دوسرا باب اسلامی ریاست میں سرکاری اخراجات سے بحث کرتا ہے۔ اس باب میں اسلامی ریاست کے وظائف (functions)، ریاست کے مستقل اخراجات کی مدات، ریاست کی ذمہ داریوں میں سے "فرض کفایہ" کی نوعیت و وسعت، موجودہ دور میں شریعت کی روشنی میں لازمی سرکاری اخراجات، عوام کی طرف سے ریاست کو تفویض کردہ ذمہ داریوں، سرکاری اخراجات کے فوائد کی عوام میں بہتر تقسیم، کام کرنے کی ترغیب، بچت کرنے کی ترغیب اور سرکاری اخراجات میں ترجیحات کے تعین پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسرا باب سرکاری قرضہ جات (pubiic borrowing) سے متعلق ہے۔ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد کے دور اور چوتھی صدی ہجری میں سرکاری قرضہ جات کے حصول، اس

کی وجوہ اور نوعیت پر تاریخ اور احادیث کے حوالوں سے آج کے دور کی ایک اہم ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ چوتھا باب اسلام میں بین الاقوامی معاشی تعلقات سے متعلق ہے۔ اس باب میں اسلام کے آفاقی تصور، باہمی معاملات میں راست بازی اور عدل کی اہمیت، خارجی معاشی پالیسی کے مقاصد، اور حکومت کی طرف سے معاشی لین دین کے شرعی اصولوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ قومی معاشی مفادات پر بحث کی گئی ہے۔

کتاب کا آخری باب اسلام میں رضاکارانہ شعبے کے تصور سے متعلق ہے۔ اس باب میں رضاکارانہ بنیادوں پر ضرورت مندوں کی مدد اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے بارے میں دین اسلام کے اقدامات کی وضاحت کی گئی ہے۔ مزید برآں تقسیم دولت اور ذرائع کی تخصیص پر رضاکارانہ شعبے کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بالخصوص "وقف" کے ادارے کی اہمیت اور معاشی اثرات پر بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب اپنے اندر اسلامی معاشیات اور سیاسیات کے اساتذہ و طلبہ کے لیے نئی سوچ کا بیش قیمت خزانہ رکھتی ہے۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس کے اردو ترجمے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ (میاں محمد اکرم)

ہالۂ جبریل سے باہر، اعجاز احمد فاروقی۔ ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۳۰۱۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

جناب اعجاز احمد فاروقی معاصر افسانہ نگاروں میں اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں۔ قبل ازیں ان کے دو افسانوی مجموعے منظر عام پر آئے ہیں۔ تیسرا مجموعہ پیش نظر ہے، جو ۳۸ افسانوں پر مشتمل ہے۔ ان افسانوں کے موضوعات کا چناؤ اس لحاظ سے عمدہ ہے کہ انھوں نے معاشرتی مسائل، بالخصوص طبقہ نسواں کے مسائل کو اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا ہے۔ پھر یہ کہ ان کے گہرے مشاہدے، احساس کی شدت اور اظہار کے انوکھے اور جاندار بیان نے افسانوں کو جدت، تنوع اور تازگی عطا کی ہے۔ ایک عام سا مسئلہ اور ایک معمولی سا خیال جب فاروقی کے افسانوں کا موضوع بنتا ہے تو کہانی قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ یہ اس وجہ سے بھی ہے کہ اعجاز احمد فاروقی کے افسانوں کے کردار عموماً ایک ہی نشست میں واقعاتی تغیر کا شکار ہوتے ہیں اور افسانہ نگار اپنے زور بیان سے کرداروں کے احساسات کو شدت، گہرے تاثراتی اور زوردار انداز سے پیش کرتے ہیں۔ کرداروں کے خیالات کی تبدیلی عموماً مثبت اور جان دار ہوتی ہے۔ بعض اوقات پوری کہانی میں تجسس کی ایک شدید فضا قائم رہتی ہے۔ کلائمکس پر پہنچ کر کہانی ایک سادہ سے فقرے کی مدد سے اختتام کو پہنچتی ہے۔ افسانہ نگار بعض اوقات ایک ہی بات کی وضاحت کے لیے مترادفات، تشبیہات و استعارات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں ایک مسحور کن ندرت اور قادر الکلامی ملتی ہے مگر یہ قدرت بیان و اظہار کئی

مقامات پر غیر معمولی طوالت اختیار کر لیتی ہے جو افسانے میں فنی لحاظ سے کھٹکتی ہے جیسے ان کے افسانے "ہالہ جبریل سے باہر" میں:

"تم بقول اپنے آدھے مسلمان ہو اور آدھے مسلمان نہیں ہو۔ اسی لیے تم آدھے گھر کے ہو' آدھے کلب کے ہو' آدھے مسجد کے ہو' آدھے ہوٹل کے ہو' آدھے بیوی کے ہو' آدھے تھریسا کے ہو اور پورے کسی کے بھی نہیں ہو۔ آدھے یوسف کے ہو' آدھے برادران یوسف کے ہو' آدھے کعبے کے ہو' آدھے کلیسا کے ہو' آدھے طالوت کے ہو' آدھے جالوت کے ہو......" (بیان جاری ہے)

اعجاز احمد فاروقی کی افسانہ نگاری کا ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے جس کی طرف ڈاکٹر ممتاز احمد نے اپنی تقریظ میں اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "عہد حاضر کی ایک رزمیہ" کے پردے میں اسلام مغرب کی آویزش جھلک رہی ہے' جو پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے مسلمین میں زندگی اور موت کی الف لیلیٰ بنی ہوئی ہے۔ اس کش مکش سے آگاہی ایک عصری شعور کی دلیل ہے۔ پاکستان کے ادیب' ادب کے لیے عصری شعور کو تو لازم و ملزوم قرار دیتے ہیں لیکن عصری شعور میں اسلام اور مغرب کی مہیب اور دندانے دار آویزش کو شاید فالتو عنصر سمجھتے ہیں۔ درآں حالیکہ اسی آویزش میں سرخروئی نے اقبال کو اقبال بنایا تھا۔ اس سے تو یہی احساس ہوتا ہے کہ اردو فکشن بھی ایک اقبال کا منتظر اور چشم براہ ہے"۔

معاصر افسانہ نگاروں کے ہجوم میں فاروقی ایک شناخت رکھتے ہیں' جو ان کے موضوعات' ان کے اسلوب' افسانوں کے عنوانات' اظہار و بیان کے انوکھے پیرایوں سے واضح ہے۔ یہ افسانوی مجموعہ کتابت و طباعت کے لحاظ سے بھی بہت عمدہ ہے۔ (زبیدہ جبیں)

نقطۂ نظر (شش ماہی) مدیر: سفیر اختر۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' مرکز ایف سیون' اسلام آباد۔ صفحات: ۱۲۰۔ قیمت: ۶۰ روپے

اردو زبان ادب عالیہ اور ادب لطیف' دینی ادب اور میدان تحقیق میں وسیع ذخیرۂ کتب کی حامل ہے۔ دوسری زبانوں کے جدید تحقیق اور تخلیقی نثرپاروں کے لیے سائنسی نقد و جرح نے آب حیات کا سا کام کیا لیکن بدقسمتی سے اردو کا سرمایہ' بے دلیل مداحی یا کور چشم اور غیر متوازن تنقیص کا شکار ہو رہا ہے۔ اس افراط و تفریط کے نتیجے میں معروضی تبصرہ و تنقید کی صحت مند روایت پروان نہ چڑھ سکی۔ اخباروں اور رسالوں میں شائع ہونے والے تبصرے پڑھ کر متذکرہ بالا کیفیت زیادہ نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ اس پس منظر میں ضرورت تھی کہ اردو میں شائع ہونے والی کتب پر نقد و جرح کے متوازن اسلوب کو متعارف کرایا جائے۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے اپنے دیگر قابل قدر علمی و تحقیقی منصوبوں کے ساتھ اس پہلو

پر بھی توجہ دی ہے۔ "نقطہ نظر" کا پہلا شمارہ ہمارے سامنے ہے۔

شمارے میں بطور مقدمہ شمس الرحمٰن فاروقی کا مضمون "تبصرہ نگاری کا فن" اور اختر راہی کا تحقیقی مقالہ "اردو میں تبصرہ نگاری کی روایت" شامل ہیں، جو تبصرہ نگاری کے فن اور اس کی تاریخ کے حوالے سے خاصے کی چیز ہیں۔ جہاں تک زیر نظر مجلے میں شائع ہونے والے تبصروں کا تعلق ہے، تو وہ عام ڈگر سے ہٹ کر ایک صحت مند روایت کے حامل نظر آتے ہیں۔ خصوصاً سفیر اختر، احمد سعید، خورشید احمد خان یوسفی، محمود احمد فاروقی اور "ادارہ" کے تبصرے ایک قابل قدر علمی و تحقیقی انداز و اسلوب لیے ہوئے ہیں۔ اور علم، تحقیق اور مطالعے کا ذوق رکھنے والے قارئین شوق کی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اساتذہ اور طلبہ کے لیے "نقطہ نظر" میں رہنمائی کا خاصا لوازمہ موجود ہے۔

چند گزارشات: اول: مناسب ہو گا کہ مدیر محترم اپنا مقالہ مکمل کر کے کتابی اشاعت سے پہلے بطور دوسری قسط، اس پرچے میں شائع کریں۔ اس میں خصوصاً ایسی کتابوں کا جائزہ لیا جائے، جو محض تبصرہ کتب کے مجموعے ہیں، مثلاً: بھارت سے مطبوعہ ڈاکٹر گیان چند، شمس الرحمٰن فاروقی، کلام حیدری اور ڈاکٹر عنوان چشتی کے مجموعے یا ڈاکٹر سلیم اختر کا مجموعہ ("ہاتھ ہمارے قلم ہوئے"، لاہور، ۱۹۹۵) یا حکیم محمد سعید کا مجموعہ ("کتابوں کی کتاب"، کراچی) یا ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے مجموعے (۱۹۸۵ کا اقبالیاتی ادب، لاہور، ۱۹۸۶۔ ۱۹۸۶ کا اقبالیاتی ادب، لاہور، ۱۹۸۸۔ "اقبالیاتی جائزے"، لاہور، ۱۹۹۰ اور "اقبالیات کے تین سال ۱۹۸۷، ۱۹۸۹" لاہور ۱۹۹۳) وغیرہ۔ دوم: کیا ادارے کے لیے ممکن ہو گا کہ وہ علوم اسلامیہ، تاریخ اسلام اور مسلم ممالک سے متعلق انگریزی اور عربی کتابوں کا تعارف دینے کا اہتمام بھی کرے۔ سوم: تبصروں کے کتابیاتی کوائف میں سنہ اشاعت بھی لکھ دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

ہمیں امید ہے کہ یہ پرچہ، اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر (برطانیہ) کے مجلے "مسلم ورلڈ بک ریویو" کے معیار کو حاصل کر کے اس سے آگے بڑھ سکے گا، لیکن ماہرین و مبصرین کی ایک جماعت کو آگے بڑھ کر اس کار خیر میں اپنا حصہ ادا کرنا چاہیے۔ امید ہے "نقطہ نظر" کی اشاعت سے ہماری علمی روایت میں نکھار پیدا ہو گا۔

(سلیم منصور خالد)

محترم خرم مراد کے آخری لمحات

محترم خرم مراد کے آخری لمحات کی روداد ان کے بیٹے، حسن صہیب مراد نے قلم بند کی ہے۔ یہ ہفت روزہ "ایشیا" کے شمارہ ۲۱ جنوری ۹۷ میں شائع ہوئی ہے۔

ہفت روزہ "ایشیا" کیمرہ مارکیٹ، ۴۲۔ چیمبرلین روڈ، چوک نسبت روڈ

لاہور ۵۴۰۰۰ ۔ فون : ۷۲۳۱۵۳۶ ۔ فیکس : ۷۸۳۲۱۹۴